ملک عبدالرشید عراقی

پہلی قسط

اشاعت التوحید

اور ـــــ علمائے اہلحدیث

یہ ایک مسلم تاریخی حقیقت ہے کہ اب سے تقریباً ۱½ ہزار سال پہلے ۵ ویں، ۶ ویں صدی عیسوی میں پوری دنیا نور ہدایت سے محروم اور روحانیت و اخلاق کے لحاظ سے اندھیرے میں مبتلا تھی۔ اخلاق اور شرافت کو کوئی جانتا ہی نہیں تھا۔ ملک کے ملک تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اور ان ملکوں میں بسنے والے انسان انسان ہونے کے باوجود انسانیت سے محروم تھے۔

ان سب ممالک میں جزیرہ نما عرب تھا جو یورپ، ایشیا اور افریقہ کے مقام اتصال پر واقع تھا۔ یہ ملک بھی خداوندی ہدایت اور تعلیم و تہذیب کی روشنی سے یکسر محروم تھا۔ تاریکیوں اور گمراہیوں کے بادل تہ بہ تہ چھائے ہوئے تھے۔ ایک خدا کو چھوڑ کر دیوی دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ اور ان کے لئے انسانوں تک کی قربانی دی جاتی تھی۔ تنہ مکہ کا وہ کعبہ جس کو خدا کے پیغمبر حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہم السلام نے خدا کی عبادت کے مرکز کے طور پر اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ وہ ایک بڑا بت خانہ بن گیا تھا۔ پورے ملک میں کوئی قانون نہ تھا۔ انسانی جان کی کوئی قیمت نہ تھی۔ سنگدلی اور فسادت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ خود اپنے ہی نومولود بچوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ بے شرمی اور بے حیائی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ لوگ مادر زاد برہنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔

پوری انسانی دنیا کی حالت ایسی تھی کہ اب سے ٹھیک ۱۴ سو سال پہلے عرب کے مرکزی شہر مکہ میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السلام ہی کی نسل کے ایک معزز قبیلہ قریش کے ایک شریف گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ یہ بچہ پیدائش سے قبل ہی یتیم ہو چکا تھا۔ اس بچہ کا نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا گیا۔ جس کے معنی ہیں وہ ذات جو اپنی صفات اور کارناموں کی وجہ سے بہت ہی قابل تعریف ہے۔

چونکہ عربوں میں اس زمانہ میں تعلیم کا رواج نہیں تھا۔ اس لئے آپؐ بھی "اُمّی" یعنی نوشت وخواند سے بالکل ناواقف رہے۔ لیکن فطرت کی سلامتی اور روح کی پاکیزگی جو خدا کا خاص عطیہ تھا۔ اس وجہ سے اس انتہائی فاسد اور بُرے ماحول میں بھی آپؐ کی زندگی نہایت معصومانہ اور شریف رہی۔

جب سنِ شعور کو پہنچے تو کسب معاش کی فکر ہوئی۔ اس لئے اپنی محنت دوسروں کے سرمایہ کے ساتھ کام لگا کر شروع کیا۔ تھوڑی ہی مدت میں معاملات میں آپ کی امانت، دیانت، سچائی اور نیک کرداری کی شہرت ہوگئی۔ اور آپؐ کا لقب ہی "امین" پڑ گیا۔ جس نے آپؐ کے ساتھ کاروباری معاملہ کیا۔ اس نے آپ کو فرشتہ صفت انسان پایا۔ اور آپؐ سے بہت متاثر ہوا۔

مکہ میں قریش کے قبیلہ سے ایک دولت مند خاتون حضرت خدیجہ تھیں۔ جن کا اپنا کاروبار بھی تھا۔ اور دوسرے اشخاص کو بھی سرمایہ دے کر تجارت کراتی تھیں۔ ان سے بھی آپؐ کا کاروباری واسطہ پڑا تھا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس برس تھی۔ آپؐ کا ان سے نکاح ہوگیا۔ نکاح کے وقت آپؐ کی عمر ۲۵ سال تھی۔

اس نکاح کے بعد آپؐ کو معاشی مسئلہ کی فکر نہ رہی۔ اور آپؐ اپنا زیادہ وقت خلق اللہ کی خدمت، خاص کر غریبوں، آفت رسیدوں اور ضرورت مندوں کی امداد واعانت اور حلقہ میں امن وامان کی فضا قائم کرنے پر صرف کرنے لگے۔

عمر کے چالیسویں سال آپؐ میں ایک غیر معمولی تبدیلی واقع ہوئی۔ دل میں شدت سے یہ داعیہ پیدا ہوتا کہ گھر سے دور، سب سے الگ تنہائی میں عبادت کی جائے اور خدا کا قرب حاصل کیا جائے۔ چنانچہ آپؐ مکہ سے تقریباً دو میل دور ایک پہاڑ کی چوٹی پر پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں میں گھری ہوئی ایک غار میں جس کو "حرا" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، وہاں چلے جاتے۔ اور سارا وقت توجہ الی اللہ اور تفکر وعبادت میں گزارتے۔ اگرچہ اس وقت خدا کی ذات وصفات کی وہ معرفت آپ کو حاصل نہیں تھی۔ جو بعد میں وحی الٰہی سے حاصل ہوئی۔ اسی طرح طریق عبادت کی بھی کوئی خاص تعلیم آپؐ کو نہیں ملی تھی۔ لیکن کسی طالب کو جس کی فطرت سلیم، روح پاکیزہ اور دل نورانی ہو جس درجہ خدا کی مجمل معرفت ومحبت اور اس کی رضا جوئی اور حصولِ قرب کا شوق پیدا ہو جانا چاہیئے۔

وہ یقیناً آپؐ کو حاصل تھا اور اپنے قلبی داعیہ کی رہنمائی کے مطابق آپ خدا کی عبادت اور اس کے حضور میں دعا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ کئی ماہ، اسی طرح جاری رہا۔

لیکن عمر کے اکتالیسویں سال میں آپ میں ایک محیر العقول انقلاب پیدا ہو گیا۔ گویا آپ کے قالب میں ایک دوسری روح آگئی اور آپ ایک بالکل دوسری قسم کے انسان بن گئے۔ اب آپ کی خاموشی ٹوٹ گئی۔ اور اپنی قوم سے آپؐ نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی و الہام سے نوازہ ہے۔ اور اپنی پیغمبری کی خدمت میرے سپرد کی ہے۔ جیسے کہ کبھی پہلے حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب پھر موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو سپرد کی تھی۔ آپؐ نے قوم کو بتلایا:

"وہ خدا میرا اور تمہارا اور ساری کائنات کا خالق و پروردگار ہے۔ ہر نقص سے پاک اور عظمت و کمال کی ساری صفات کا جامع ہے۔ صرف وہ عبادت اور پرستش کے لائق ہے۔ میری تمہاری اور سب کی موت و حیات اس کے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح کا نفع و نقصان پہنچانا بھی اسی کے اختیار میں ہے کسی دوسرے کی یہ شان نہیں کہ اسے حاجت روا سمجھا جائے۔ اللہ کے سوا کسی مخلوق کی عبادت بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اس لئے صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ جو معبود برحق ہے اسی سے لو لگاؤ۔ اور اس سے پھر پور محبت کرو اور اس سے بہت زیادہ ڈرو۔ یہ حکم میرے لئے بھی ہے اور تم سب کے لئے بھی۔"

خدا کی صفات

نزولِ قرآن کے وقت خدا کی ہستی کا عقیدہ قریب قریب سب قوموں اور سب مذاہب میں موجود تھا۔ لیکن اس کا صحیح تصور کہیں بھی نہیں تھا۔ مگر قرآن پاک نے دنیا کے سامنے صحیح تصور پیش کیا۔ سورۃ فاتحہ جس سے قرآن مجید شروع ہوتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے خدا کی صفات کی رونمائی اس طرح کرائی گئی ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

ساری حمد و ثنائش اللہ کے لئے ہے جو سب کائنات کا پروردگار ہے اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ کائنات کے ساتھ صرف تعلق ہی نہیں ہے۔ کہ وہ اس کا خالق ہے بلکہ اس کا تعلق کائنات کے ہر ذرّے سے ہے۔

اس کے بعد فرمایا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بے حد رحمت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ یعنی جس خدا کو صرف قہار اور جبّار سمجھ رکھا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ رحمان اور رحیم بھی ہے۔

اس کے بعد فرمایا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ جزا اور سزا کے دن کا مالک ہے۔ یعنی رحمان اور رحیم ہونے کے ساتھ وہ عادل اور انصاف کرنے والا بھی ہے۔ اور اس حقیقت کا اظہار اس دن ہوگا۔ جو خاص انصاف اور جزا کا دن ہے

قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات بیان کی ہیں فرمایا:

عالم الغیب والشہادہ وھو الحکیم الخبیر (انعام ع ۹)

وہ غیب اور شہادت سب کا جاننے والا ہے۔ (اور اس علمِ کُلّی کے ساتھ وہ) حکمت بھی رکھتا ہے اور ہر چیز اور ہر بات سے ہر وقت باخبر رہنے والا ہے۔

ان اللہ علیٰ کُلّ شیٍ قدیر۔

واللہ علیٰ کُلّ شیٍ قدیر۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

یہ آیات قرآن پاک میں متعدد دفعہ آئی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کمال کو بیان کرتی ہیں۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (زمر ع ۶) اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے اور وہی چیز کا ذمہ دار ہے۔ زمین اور آسمانوں کے خزانے اور کنجیاں اسی کے قبضہ او تصرف میں ہیں

بہر حال اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق و رزاق اور پروردگار و کارساز ہے۔ اور تنہا اپنے حکم سے اس کارخانۂ ہستی کو چلا رہا ہے۔ اور ساری کائنات کا بادشاہ اور فرمانروا ہے سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے۔ بڑا مہربان رحمت والا، گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (جاری ہے)